بیالوجی کے نصاب میں ابداع حیات اور تخلیق انسانی کے بارے میں تصورات کا ناقدانہ جائزہ

A critical study on the concepts of origin of life & creation of humans presented in the curriculum of Biology

Iftikhar Hussain
Lecturer, IMCB, F-10/4, Islamabad
iftikhar5544@gmail.com
Dr. Hifzur Rehman
Assistant Professor, Govt. Gordon College, Rawalpindi
drhifzurrehman65@gmail.com

ABSTRACT

Atheism is one of the fatal diseases that is being injected to our youth in different ways. The worst of all, is the course books which consist of such stuff. The researcher observed that many of the students believed that Existence of Allah is just a blind belief and there are no rational, scientific, or logical proofs of it. Investigation from these students told that they have studied such things in their textbooks. Consequently, the textbook of biology was analyzed, which illustrated that how the seeds of atheism are sown in students. In this research, evaluative and descriptive method was used. The research concluded that a foundational rock for the atheism is deliberately put through such course books. The other course books need to be evaluated to protect the beliefs and ideologies of our students.

Key words: Atheism, evaluation, origin of life, creation of humans

قوانین فطرت اور سائنس

اس کائنات میں موجود مخلوقات کی درج ذیل بنیادی کیٹیگریز ہیں۔ جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان۔ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ایک مرتب و منظم نظام میں جکڑ دیا ہے۔ ان قوانین و ضوابط کو جن کے تحت یہ کائنات چل رہی ہے، قوانین فطرت کا نام دیا ہے۔ ان میں سے ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ان بنائے ہوئے ضابطوں کے مطابق چلتی ہے اور رو گردانی نہیں کرتی۔ ہر حادثے اور واقعے کے پیچھے کسی سبب کا ہونا انہی قوانین فطرت کی وجہ سے ہے۔ مثلاً بارش کا ہونا، بچے کی پیدائش، سورج کا طلوع و غروب، ہر کام خاص ضابطوں کے نتیجے میں ہی عمل میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ ان ضابطوں کے خلاف نظم کائنات نہیں چلاتے۔ چنانچہ ایسا نہیں ہو گا کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے اتفاق سے پیدا ہو جائے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنی طاقت کے اظہار کے لئے اس ضابطے کے بر عکس کرتے ہیں جس کو "خارق عادت امر / معجزہ" کہتے ہیں۔ جیسے حضرت آدم و عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا۔

انسان نے جب کائنات کا مطالعہ شروع کیا تو قوانین فطرت اس پر آشکارا ہوتے گئے اور یوں سائنس کا ظہور ہوا۔ سائنس مشاہدات و تجربات کے ذریعے انہی قوانین فطرت کی تلاش میں رہتی ہے۔ ماضی میں بہت سی چیزیں اور امور جو انسان کی سمجھ سے بالاتر ہوتے تھے تو بہت سے لوگ اس میں توہم پرستی کا شکار ہوتے۔ انسان بہت سی غیر مرئی طاقتوں کو مانتا تھا۔ لیکن جب سائنس کے مشاہدے نے ان امور کی وضاحت کی تو اندازہ ہوا کہ انسان کے اس قسم کے اکثر نظریات صرف وہم کا نتیجہ ہیں۔ اس بات کا ایک منفی نتیجہ یہ نکلا کہ سائنس اور اہل سائنس نے بہت سی ان حقیقتوں کا انکار شروع کر دیا جو کہ مشاہدے یا تجربے میں نہ آسکے۔

تخلیق حیات اور تخلیق انسانی کے بارے معروف آراء

تخلیق حیات اور تخلیق آدم کے بارے میں پر مختلف نظریات ہیں۔ اس میں بنیادی اختلاف دو قسم کے طبقات کا ہے۔ ایک وہ جو کسی نہ کسی مذہب کو مانتے ہیں ان کی نظر میں یہ کائنات اور اس میں موجود ہر شے کا کوئی (ایک / زیادہ) خالق موجود ہیں۔ وہ خالق کون ہے / ہیں، اس نے یہ کیسے کیسے کیا، اس کی تفصیل ہر ایک کے ہاں مختلف ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ کسی بھی خدا کے وجود کا ہی منکر ہے ان کے خیال میں ساری کائنات، تمام جاندار اور بالخصوص انسان مختلف اتفاقی حوادث، حالات کے نتیجے میں خود بخود وجود میں آ گئے۔ پھر اس کے ذیل میں پیدا ہونے والے بہت سے سوالات کے جوابات میں انہیں سینکڑوں اتفاقات اور مفروضات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ انہی مفروضات میں سے ایک نظریہ ارتقاء ہے جس میں یہ تجویز کیا گیا کہ کچھ عناصر کے اتفاقی ملاپ سے پانی کے اندر پہلی زندگی یک خلوی جاندار

کی صورت میں سامنے آئی، پھر اتفاق سے یہ جاندار وقت کے ساتھ ساتھ پیچیدہ جانداروں کی شکل اختیار کرتا گیا۔ یوں بہت ساری جنگلی حیات وجود میں آئیں۔ اور اتفاق ہی کے نتیجے میں کچھ جاندار خشکی پر منتقل ہوگئے۔ کچھ نے اتفاق سے اڑنا شروع کر دیا۔ کرتے کرتے اتفاق سے ایک دن بن مانس کے گھر انسان پیدا ہو گیا۔ اس نظریہ کو ڈارون کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس قسم کے تصورات یونانی فلاسفہ اور مسلم سائنسدانوں نے ڈارون سے قبل بھی ذکر کئے تھے۔

Dr. Muhammad Sultan Shah[1] writes in one of his articles,

"Abu Uthman`Amr ibn Bahr commonly known as al-Jahiz was the originator of idea of evolution through his famous work *"Kitab al-Hayawan*" (The Book of Animals). A Mu'tazilite in his belief, al-Jahiz described his thought about evolutionary mechanism and transformation of species that permeated into the work of such Muslim authors as ad-Damiri, al- Biruni, Ibn Tufail and Ibn Khaldun.

Dr. Muhammad Sultan further explains that his idea of evolution provided material to all the evolutionists. According to al-Jahiz, the will of God served as the antecedent for all mutation or transformations. The inanimate elevates to plant level and animals are evolved from plants. Man is an evolutionary stage of animals. He has discussed struggle for existence, adaptation and animal psychology that make the pivot of Darwin's Theory of Natural selection. [2]

لیکن ان مسلم سائنسدانوں اور ڈارونسٹ طبقے میں فرق یہ ہے کہ مسلمان خالق کا انکار نہیں کرتے اور ارتقائی عمل کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی کاریگری کو مؤثر سمجھتے تھے۔ ان ہی نظریات کے حامل ڈاکٹر اسرار صاحب، بانیٔ تنظیم اسلامی بھی ہیں۔

ڈارون کا نظریہ ارتقاء اور اس کے بنیادی نکات

نظریۂ ارتقاء کے چار بنیادی عناصر ہیں۔

Abiogenesis	Hypothesis which is incomplete, not testable, not falsifiable and not provable.
Micro evolution	Theory; well established, testable, falsifiable and provable.
Macro evolution	Theory; still some lose ends but testable, falsifiable and provable.
Common descent	Speculation; completely half baked, not testable, not falsifiable and not provable.

1۔ **ابائیو جینیسس:** بے جان سے جاندار کا وجود
2۔ **مائکروایوولوشن:** ماحول کی تبدیلی کے باعث کسی ایک ہی نوع کے اندر معمولی تبدیلی
3۔ **میکروایوولوشن:** ماحول کی تبدیلی اور دیگر عوامل کے باعث کسی ایک ہی نوع کے اندر غیر معمولی تبدیلیاں اور تنوع
4۔ **کامن ڈیسنٹ:** مائکرو اور میکروایوولوشن کا ایسا امتزاج کہ نئی نوع وجود میں آجائے

نظریہ ارتقاء کے چاروں بنیادی نکات کے بارے میں ڈاکٹر عبد الفتاح لکھتے ہیں کہ ان چاروں میں سے سائنس صرف مائکروایوولوشن کو ہی ثابت کر سکی ہے۔[3]

نیچرل سیلکشن

ڈارون کے نزدیک تمام جاندار اپنی ہیت کو تبدیل کرتے رہتے ہیں اپنے اطراف کے ماحول میں زندہ رہنے کے لیے۔ مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ بعض پانی کے جانور کروڑوں سال پہلے چرندے تھے مگر کسی وجہ سے اُن کو اپنی زندگی طویل عرصہ تک پانی میں گزارنی پڑی تو ان کے پاؤں غائب ہو گئے اور وہ مچھلی کی طرح کی شکل اختیار کر گئے۔ اسی طرح مچھلیوں کو جب زمین پر زندگی گزارنی پڑی تو ان کے پاؤں نکل آئے اور ان کی شکل پہلے مگرمچھ اور پھر بعد میں دیگر جانداروں کی سی ہو گئی۔ یعنی اپنی بقاء کے لیے قدرت (اللہ تعالیٰ نے نہیں) نے ان کی جنس تبدیل کر دی۔ اسی طرح انسان کے بارے میں نظریہ ارتقاء کے حامی کہتے ہیں کہ انسان بن مانس کی نسل سے تھا جو اپنے ماحول کی وجہ سے تبدیل ہو کر ویسا ہو گیا جیسا کہ آج ہے۔ چمپینزی جیسے چوپائے سے دو پیروں پر انسان اس لیے کھڑا ہو گیا کہ وہ اُس زمانے میں اور اُس وقت کے ماحول کے مطابق اُس کی بقاء کے لیے ضروری تھا۔

ڈارون کے نظریات کی وجہ مقبولیت

ڈاکٹر ذاکر نائیک نظریۂ ارتقاء کی مقبولیت کی وجہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"مغرب میں اہل مذہب نے سائنسدانوں کو ان کے صحیح نظریات کی بناپر انہیں محض اس لئے سزائیں دیں کہ وہ ان کے خود ساختہ مذہبی لٹریچر کے خلاف تھے۔ یوں مذہب اور سائنس میں رقابت پیدا ہو گئی۔ سائنسدانوں نے نظریۂ ارتقاء کو اس لئے پسندیدگی اور مقبولیت بخشی کہ یہ مذہب کی بنیاد ہی مٹا دیتا ہے۔ یوں انہوں نے ایک باطل نظریے کو اس اصول کے تحت اپنالیا کہ "دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے۔"

ورنہ یہ ہمیشہ سے ایک نظریہ ہی تھا اور رہے گا۔ کوئی بھی یہ نہیں کہتا (Fact of Evolution)"[4]

ایک دوسری وجہ جس کی وجہ سے اس کو اہمیت دی جاتی ہے کہ یہ سائنسی میدان میں میں تحقیق کی بنیاد بنا۔ اور درجہ بندی / کلاسیفیکیشن کے ذریعے حیاتیات کو پڑھنا آسان ہوا۔

نظریہ ارتقاء سائنس کی عدالت میں

"اپنی اس تمام تر مقبولیت کے باوجود اس نظریہ ارتقاء کے حامی ابھی بھی اس بات کا جواب نہیں دے سکتے کہ حیات کی ابتداء کیسے ہوئی؟ جب بگ بینگ سے کائنات وجود میں آئی تو اُس میں جاندار مادّہ تو کوئی تھا نہیں۔ تو پھر زندگی کی ابتداء کیونکر ہوئی؟ کچھ کہتے ہیں کہ کسی کیمیائی عمل سے ایسا ہوا۔ تو اگر کیمیا گری سے زندگی وجود میں آسکتی تو سائنس اتنی ترقی کرنے کا بعد علم کیمیا سے کوئی معمولی نوعیت کا جاندار یا کیڑا پیدا کر کے کیوں نہیں دکھا دیتی؟

اگر ہم انسانوں کے ارتقاء کی طرف آتے ہیں۔ یعنی بن مانس سے مانس بننے کا سفر۔ تو موجودہ دور کے انسان کو سائنس ہوموسیپینز (Homo Sapiens) کہتی ہے۔ اس سے پہلے کی نسل کو ہوموایریکٹس (Homo Erectus) کہتے ہیں۔ علم الانسان یا بشریات کے ماہر یعنی اینتھروپولوجسٹ (Anthropologists) اپنی تمام تر کوشش کے بعد بھی ہوموسیپینز اور ہوموایریکٹس کے درمیان کوئی جوڑ پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ آج تک دنیا بھر میں زمین کی کھدائی سے کوئی ایک بھی ہڈی ایسی نہیں ملی جو ہوموسیپینز اور ہوموایرکٹس کے درمیان کے دور کو ثابت کرتی ہو۔ اس بات کو ہم مِسنگ لنکِ (Missing Link) کا نام دیتے ہیں۔ اِرتقاء کے مطابق ایک نوع کو دوسری نوع میں تبدیل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی ایسا لمحہ آجائے جس میں اُن کی باہمی نسل اگے نہ بڑھ سکے۔ اگر بندر سے انسان کو الگ ہونا تھا تو تاریخ میں کوئی ایسا وقت ضرور آیا ہو گا جب انسان نے اپنے جدامجد کو الوداع کہا ہو گا۔ وہ وقت کب آیا؟ کتنی خاموشی سے آیا؟ کسی کو آج تک خبر بھی نہ ہوئی؟ گمان ہے کہ بن مانس سے انسان کے الگ ہونے کا وقت آج سے 50 یا 70 لاکھ سال پہلے آیا ہو گا۔ اس دور سے لے کر 15 لاکھ سال پہلے تک کئی قسم کے ادوار انسانی ارتقاء کی کہانی سناتے ہیں اور پھر ہوموایریکٹس (Homo Erectus) کا دور آیا جو 2 سے 3 لاکھ سال پہلے بڑے پرُاسرار انداز میں غائب ہو گیا۔ اور پھر اچانک ہی 1.5 لاکھ سال پہلے کہیں سے ہوموسیپینز (Homo Sapiens) کا وجود آگیا۔ ہوموایریکٹس کے بارے میں قیاس ہے کے وہ تقریباً انسان تھے ہوموایریکٹس اور ہوموسیپینز کے درمیان صرف 50 ہزار سال کا وقفہ ہے لیکن دونوں کا خاص اختلاف یہ ہے کے دونوں کے دماغ کے حجم میں بہت بڑا فرق ہے (تقریباً ڈیڑھ گنا)۔ اس کے علاوہ دونوں بلکہ جتنے بھی اعلیٰ حیوان (Primates) موجود ہیں ان کے تولیدی عمل میں بھی بہت ہی خاص اور نمایاں فرق پایا جاتا ہے جو صرف اور صرف انسانوں کا خاصہ ہے۔ پھر ہوموسیپینز یا

انسان کے جسم کے بالوں کو کیا ہوا؟ کہاں گئے؟ کیسے جھڑ گئے؟ صرف دو وجہ ہو سکتی ہیں جسم کے بال گر جانے کی۔ انسان کی ارتقاء کافی زمانے تک پانی میں ہوئی یا پھر وہ عرصہ دراز تک کسی بہت ہی گرم جگہ رہتا رہا۔ لمبے عرصے تک پانی میں رہنے کی تو وجہ کچھ کچھ سمجھ آتی ہے کیونکہ انسان کا بچہ پیدائشی طور پر پانی میں سانس روک لینے اور کسی حد تک تیرنے کی قدرتی صلاحیت رکھتا ہے۔ لیکن یہ شکم مادر میں پروان چڑھنے کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ: انسانی کھال کے نیچے چربی کی تہہ کا ہونا۔ بال کا نہ ہونا۔ نرخرے اور زبان کی بناوٹ۔ نمکین پسینے کے غدود جلد کا نرم ہونا اس بات کی غمازی کرتے ہیں کے انسان کا پانی سے کوئی رشتہ کبھی ضرور رہا ہے۔ لیکن کب اور کہاں یہ دور گزرا اس کے بارے میں مکمل سکوت ہے۔ کیا اسی لئے ہومو ایریکٹس اور ہوموسیپینز کے درمیان کا جوڑ غائب ہے کیونکہ وہ کہیں پانی میں دبا ہوا ہے۔ (واللہ عالم) بہت سے جانور زمانہ قدیم سے اوزار استعمال کرتے چلے آرہے ہیں جیسا کہ مصری گدھ کا پتھر پھینک کہ شتر مرغ کے انڈے توڑنا۔ بحر اوقیانوس کا اُود بلاؤ بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ بعض ہدہد کانٹوں سے درختوں میں موجود کیڑوں کو کرید کرید کر کھاتے ہیں۔ کنگارُو کا اتنا ہنر مند ہونا بھی سب کے علم میں ہے مگر وہ پھر بھی اوزار استعمال نہیں کرتا۔ ایسی دیگر کئی مثالیں موجود ہیں بہت سے جانورں کے متعلق مگر انہوں نے اوزار کے استعمال سے کچھ بھی نہیں سیکھا۔ لاکھوں سال سے ایک ہی طرح اپنے اپنے اوزار استعمال کر رہے ہیں اور بس۔ ارتقاء پسند خود یہ کہتے ہیں کے ارتقاء کا عمل انتہائی سست رفتار ہوتا ہے کیونکہ قدرت جو جاندار کے لیے بہتر ہوتا ہے وہ بڑے آہستہ انداز میں پسند کرتی ہے اور پھر اُس تبدیلی کو نسل در نسل آگے بڑھاتی ہے۔ ایک لاکھ سال میں کچھ نیا بن جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شےء اچانک ہی ہو گئی ہو۔ تو پھر ہوموسیپینز اور ہومو ایریکٹس کے درمیان کے ایک لاکھ سے بھی کم عرصے میں انسان کا دماغ بن جانا، بال گر جانا، تولید کا عمل بدل جانا، انسان کا بولنا شروع کر دینا (جبکہ وہ انتہائی خطرناک ہوتا ہے کھاتے وقت) اور کھانا چبا کے کھانا شروع کر دینا کیسے ہو گیا؟ اس کے علاوہ ارتقاء پسند یہ بھی مانتے ہیں کے قدرت وہی کچھ دیتی ہے جس کی اُس ماحول میں ضرورت ہو تو پھر ہم کو قدرت نے (اللہ نے نہیں) اِتنا اعلیٰ دماغ کیوں دیا جو آج اتنی ترقی کے بعد بھی ہمارے استعمال سے کہیں زیادہ کارکردگی کا حامل ہے۔ اتنا زبردست دماغ بغیر کسی ضرورت کے دے دیا؟ دنیا کی ہر شےء میں ایک تناسب ہے۔ ہرن اور چیتے کی مثال لے لیں۔ چیتے کو خاص طور پر ہرن کے شکار کے لئے بنایا گیا ہے اور ساتھ ہی ہرن کو چیتے سے بچنے کی بھرپور صلاحیت دی گئی ہے۔ موت وزیست کا کھیل یہ دونوں ازل سے کھیلتے چلے آرہے ہیں مگر پھر بھی دونوں کی نسلیں پروان چڑھتی رہی۔ ہرن کو اگرچہ مرنا ہوتا ہے مگر اس کی پیدائش کا تناسب چیتے سے کہیں زیادہ ہے۔"[5]

نظریہ ارتقاء قرآن وسنت کی روشنی میں

قرآن وسنت کی تعلیمات میں یہ بات واضح ہے کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ نے اپنی قدرت سے معجز تاًپیدا کیا۔

"اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ "میں زمین میں ایک فرمانروا بنانے والا ہوں" تو انہوں نے کہا "کیا تو وہاں اسے بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا جبکہ ہم تیری تعریف میں لگے ہیں اور تیری پاکیزگی کو عیاں کرتے ہیں؟" اس نے کہا" میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے "(30) اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھا دیئے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا "مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو" (31) وہ کہہ اٹھے "تو پاک ہے! ہمیں کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو تو نے ہمیں دیا ہے۔ توہی علم والا، حکمت والا ہے"۔ (32) اس نے کہا "اے آدم! انہیں ان کے نام بتا"۔ پھر جب اس نے انہیں ان کے نام بتا دیئے تو اللہ نے کہا" کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی باتیں جانتا ہوں، اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے تھے۔ (33)" [6]

سورۃ البقرہ کی ان آیات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کو پیدا کیا اور جو کچھ اللہ کے علم میں ہے وہ کسی اور کے نہیں ماسوائے اُس کے جس کو اُس نے بتا دیا۔ بے شک انسان کی تخلیق اللہ کے بے شمار معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پھر حضرت آدم علیہ اسلام کی زندگی کے خلاء کو ختم کرنے کے لیے ان کی پسلی کی ہڈی سے اُن کی ساتھی یعنی بی بی حوا کو پیدا کیا۔ پھر اس جوڑے کو جنت میں رہنے دیا۔ یہاں انہیں ہر کام کی آزادی دی ماسوائے ایک درخت کا پھل کھانے کے۔ شیطان نے یہیں سے اپنے کام کی ابتداء کی اور اس جوڑے کو بہکا دیا۔ اس جوڑے نے بھی انسان کی اولین بشری کمزوری یعنی بھول جانے کا عمل جسے نسیان کہتے ہیں اس کا اظہار کیا اور اللہ کا حکم بھلا دیا اور اس درخت کا پھل کھا لیا۔ گو کہ ان دونوں نے بعد میں اللہ سے اپنے کیے کی معافی مانگ لی مگر اس واقعے کے بعد ان دونوں کو ہی جنت چھوڑنا پڑی۔

نظریہ ارتقاء کے بارے معتدل اور غیر جانبدارانہ رائے

"جب ہم قرآن و حدیث سے رجوع کرتے ہیں تو یہ ایک معلوم امر ہے کہ زمین پر آج تک رہنے والے تمام انسان حضرت آدمؑ اور حوا کی اولاد ہیں آدمؑ مٹی سے تخلیق کئے گئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آدمؑ کو بغیر والدین کے وسیلے کے

پیدا کیا۔ کتاب اللہ واضح طور پر آدم اور حوا علیہا السلام کے بنفس نفیس اور براہِ راست وجود میں آنے کی گواہی دے رہی ہے۔ "[7]

"جہاں تک دیگر مخلوقات کا تعلق ہے تو قرآن مجید نہ تو اُن کے حیاتیاتی ارتقاء کا اثبات کرتا ہے اور نہ انکار۔ نہ نیچرل سلیکشن کے نظریہ کا اثبات کرتا ہے اور نہ انکار۔ پس یہ خالصتاً ایک سائنسی سوال رہ جاتا ہے۔ یہاں نظریہ ارتقاء کو سائنسی بنیادوں پر ہی کھڑا ہو کر دکھانا ہوگا۔ اور اگر اس نظریہ کو کوئی معتمد سائنسی بنیاد میسر نہیں آتی تو یہ بے بنیاد رہے گا۔ مگر اِس کا سب سیاق سائنسی رہے گا۔ وحی اس کو ماننے کی ہدایت کر رہی ہے اور نہ جھٹلانے کی۔ جبکہ ہماری بحث یہاں صرف اِس بات سے ہے کہ اس بابت وحی کی دلالت کیا ہے؟ صاف سی بات ہے، وحی اگر کسی سائنسی مسئلہ کی بابت خاموش ہے تو وہ سائنس کا دردِ سر ہے؛ سائنس اس سے خود نمٹے۔" [8]

"سائنس کا رول بس اتنا ہے کہ مظاہراتِ کائنات کا مطالعہ کرے، اس میں پنہاں اللہ کی قدرتوں کا مشاہدہ وانکشاف کرے اور اسے تقویتِ ایمانی کا ذریعہ اور منفعت انسانی کا وسیلہ بنائے۔ اگر کوئی ایسے فوسلز جو یہاں دو پیروں پر چلنے والے، آلات کے استعمال سے واقف، بڑے دماغ والے بن مانسوں کے آثار پر دلالت کرتے ہوں، واقعتاً کہیں دریافت ہوئے ہیں تو بھی اسلامی تعلیمات کو ان کے ساتھ کوئی مسئلہ نہیں۔" [9]

نظریہ ارتقاء کا الحاد سے ربط

اللہ تعالیٰ کو نہ ماننے والوں کے لئے سب سے بڑا چیلنج یہی ہوتا ہے کہ وہ اظہر من الشمس ذات کی نفی کر کے دکھائیں جبکہ ہر چیز اس کے وجود کی دلیل ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو قوانین وضوابط کے تحت بنا کر خود کو اسباب کے پیچھے پنہاں کر رکھا ہے تو بعض لوگ انہی چیزوں کو اصل مسبب سمجھ بیٹھتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سر چشمے انسان کو اس نتیجہ تک لے جاتے ہیں کہ ان کے پیچھے کوئی قادر مطلق ذات ہے۔ ایک دہریے کے لئے ابداع عالم اور تخلیق انسانی کے حالے سے خدا کے وجود کی نفی مشکل ترین کام ہے۔ نظریہ ارتقاء ہی وہ واحد نظریہ ہے جو اس بات کا امکان ظاہر کرتا ہے کہ خدا نہ ہو، اس لئے ملحدین اسے ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔

نظریہ ارتقاء اور نصوص میں موافقت کے اثرات ونتائج

جیسا کہ یہ بات ماقبل ذکر ہو چکی کہ اعتدال واحتیاط پر مبنی رائے یہی ہے کہ نصوص نہ تو بالکلیہ اس نظریہ کی تصدیق کرتی ہیں نہ تردید۔ لیکن ایک کو متزلزل نظریے کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کے دو نقصان ہیں۔ ایک یہ کہ چونکہ یہ نظریہ خود سائنس بھی رد کر چکی ہے اس لئے اس کی قرآن کے ساتھ موافقت قرآن کی صداقت پر ایک

سوالیہ نشان بنتی ہے۔ دوسرا اس نظریہ کو درست ماننے کے نتیجہ میں بہت سی نصوص کا یا تو انکار لازم آتا ہے یا تاویلات بعیدہ کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس کا سب سے بڑا نقصان تب ہوتا ہے جب سائنس کی متداول کتب ایک طرف تو خود قرآن سے اس نظریے کو ثابت بتاتی ہیں اور دوسری طرف اس کی تشریح اس انداز میں کرتی ہیں گویا پہلی حیات خود بخود بغیر کسی خالق کے وجود میں آئی اور اس کے بعد اس مشترک مبدا سے باقی تمام جاندار وجود میں آتے گئے حتیٰ کہ انسان بھی اسی مرحلے کی پیداوار ہے۔

سائنس کے نصاب میں نظریہ ارتقاء کی ضرورت

سائنس کے نصاب میں ارتقاء کے متعلق ابحاث کا جاننا ایک طالب علم کے لئے مفید یا ضروری تو ہو سکتا ہے لیکن اس کو من و عن تسلیم کرنا، اس کو اس انداز میں بیان کرنا کہ یہ کوئی نظریہ نہیں بلکہ حقیقت ہے، اور خدا کے وجود کی بالواسطہ نفی کی ذہن سازی اور اس نظریے کے نقائص سے چشم پوشی کرنا ایک سائنس کے طالب علم کے ساتھ ظلم ہے۔ یہ تو اس کو تاریکی میں دھکیلنے اور روشنی سے دور کرنے کی سازش ہے۔

بیالوجی کے نصاب میں شامل ارتقائی ابحاث کا جائزہ

ا۔ آیات کے غلط ترجمہ و تشریح سے نظریہ ارتقاء کا ثبوت

بیالوجی نہم کے آغاز میں چند آیات, ان کا ترجمہ اور ان کی تشریح ملاحظہ ہو:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"﴾ [10]

Allah has created every animal from water, some of them creep up on their bellies, other walk on two legs, and others walk on four. Allah creates what He pleases. Indeed, Allah has power over all things.

اس قرآنی آیات پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ مکمل تحریف معنوی ہے۔ اس آیت سے نظریہ ارتقاء کو یوں ثابت مانا گیا ہے۔

"A close study of above sermons reveals that all animals had common origin, but they gradually underwent changes afterwards and became different from each other i.e. some developed crawling, some started walking on two legs and some other had four. It seemed that animals of today are advanced forms of the past animals who achieved this form after passing through many changes." [11]

یہ تبصرہ بتاتا ہے کہ قرآنی آیات ایک مشترک مبدا وماخذ کے سب سے پہلے وجود میں آنے کو تسلیم کرتی ہیں جو کہ پانی میں وجود میں آیا اور بعد میں تدریجی تبدیلیوں کے بعد یہ جاندار خشکی میں منتقل ہوئے اور پہلے پیٹ کے بل، پھر دو اور پھر چار ٹانگوں پر چلنے والے جانور بن گئے۔ یوں گویا نظریہ ارتقاء پورا کا پورا قرآن میں بیان ہو گیا۔ اس آیت کی اس انداز کی تشریح کے بعد آگے ایوولوشن کی بحث میں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ خدا کے وجود کے بغیر ہی ہر چیز وجود میں آگئی۔ کسی دہریے کے پاس خدا کے انکار کی صرف یہی دلیل ہو سکتی ہے۔

۲۔ مذکورہ آیات کی مستند تفصیل و تشریح

چونکہ ان آیات کا مطالعہ نظریہ ارتقاء سے متاثر ہو کر کیا گیا اس لئے آیت کا ترجمہ و تاویل میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ ان آیات میں لفظ ماء کا ترجمہ پانی سے کیا گیا ہے جو کہ اس کا معنیٰ مشہور بھی ہے۔ لیکن جب سارے قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ خلق کے صلہ میں جب من ماء آئے تو اس ماء سے مراد پانی نہیں بلکہ نطفہ ہوتا ہے۔ اور جمہور مفسرین اسی ترجمہ و تشریح کو اختیار کرتے ہیں۔

﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍۙ، فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍۙ، اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍۙ، فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ، وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾[12]، ﴿ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ، خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ، يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ﴾ [13].

اسی طرح باقی آیات کی تاویل میں بھی غلط تراجم اور تشریحات کا سہارا لیا گیا ہے۔

۳۔ بیالوجی کے نصاب میں نظریہ ارتقاء کی غلط تشریح

سائنس کے طالب علم کو پہلے تو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ پہلی زندگی کیسے وجود میں آئی اس کا کوئی حتمی جواب ہے ہی نہیں۔

How did life originate on this earth? **This may never be known for certain to science.** [14]

اس کے بعد اس سوال کا ایک جواب بتایا جاتا ہے۔

Living things could be formed spontaneously from non-living things, which is called abiogenesis. [15]

اس سوال وجواب کا بنیادی مقصد طلبہ کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کرنا ہے کہ زندگی کا آغاز کیسے ہوا، اس کا ایک ہی ممکنہ جواب ہے کہ یہ اتفاقاً اور حادثاتی طور پر ہوا۔ اب یہ حادثہ کس شکل میں ہوا اس کے جواب میں ایک اگلی کہانی یہ سنادی؛

"The simplest form of life (bacteria) came into existence by itself in the **ocean** **<u>spontaneously</u>** first and then it gradually underwent changes afterwards." [16]

یہاں بار بار اس لفظ(سپانٹینیس لی)کا تکرار صرف اور صرف خالق، علیم،قدیر اور حکیم ذات کی نفی کے لئے ہے۔ کیونکہ جب اس لفظ کاڈکشنری میں مطلب دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ

Sspontaneously, adverb: Suddenly happening or done without being planned or organized.[17]

یعنی وہ کام جو بغیر کسی پلاننگ اور خالق کے اچانک سے(حادثاتی طور پر)وجود میں آگیا ہو۔

اب اس تشریح کو مزید وزن دینے کے لئے ایک تیسرا مفروضہ بتایا گیا کہ

Chemical and Organic Evolution on Earth

The light elements and compounds like hydrogen, methane, nitrogen, carbon, ammonia, nitrogen oxide etc. existed on the surface of the earth in the form of vapors. *These light elements and compounds were responsible for first life on earth.*[18]

بعض عناصر کے اتفاقی ملاپ نے پہلی زندگی کو وجود بخشا۔ اس ذکر کردہ مواد کا سرسری مطالعہ بھی ایک کورے ذہن کے طلبۂ علم کو اس حد تک مرعوب کر دیتا ہے کہ خدا کی ذات کو جو واجب الوجود ہے اس کا ہونا ان کے لئے محض ایک اندھا اور غیر ثابت عقیدہ بن جاتا ہے۔ ان کے اذہان پر یہ سوچ غالب آجاتی ہے کہ سائنس تو خدا کو نہیں مانتی۔

نتائج وسفارشات

1. نصابی کتب طلباء کی ذہن سازی اور تعمیر فکر میں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں اس لئے ان کتابوں کو تیار کرتے وقت طلباء کی مذہبی، سماجی اور نظریاتی ضروریات کو مد نظر رکھنا چاہیئے۔
2. ہمارے ہاں مروج نصاب کی مختلف کتابوں کا بغور جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور ان میں شامل اغلاط کی درستی کی ضرورت ہے۔
3. بیالوجی کی کتب میں نظریہ ارتقاء کو اگر شامل نصاب رکھنا ہو تو اس کی توضیح و تشریح کے دوران، حقائق اور مسلمہ اصولوں کو بے بنیاد مفروضات کی نظر نہیں کرنا چاہئے۔
4. نصاب مقاصد کے تحت بنایا جاتا ہے۔ پہلے یہ متعین کیا جائے کہ ہم اپنی نئی نسل کو کیا بنانا چاہتے ہیں پھر اس کے موافق نصاب تجویز کیا جائے۔
5. وقتاً فوقتاً یہ مشاہدہ بھی ضروری ہے کہ اس نصاب سے مطلوبہ مقاصد پورے ہو بھی رہے ہیں کہ نہیں۔

6. درسی کتب کی تیاری بھی مکمل دیانتداری کے ساتھ کی جانی چاہیے تاکہ تعلیمی اہداف کا حصول ممکن ہو۔
7. اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف درسی کتب تک محدود نہ رکھیں بلکہ وسعت مطالعہ پیدا کرتے ہوئے درسی کتب پر تنقیدی نگاہ رکھیں اور ضروری اصلاحات تجویز کرتے رہا کریں۔

مصادر و مراجع (BIBLIOGRAPHY)

1- Chairman Department of Islamic Studies, G.C. University, Lahore
2- http://pu.edu.pk/images/journal/uoc/PDF-FILES/%2811%29%20Dr.%20Sultan%20Shah_86_2.pdf
3 - www.seemyparadigm.webs.com/evolution.htm
4- https://www.youtube.com/watch?v=sonEvHTc59c
5 -https://ur.wikipedia.org/wik/ تخلیق انسان
6- Surah Al Baqarah 30-33
7- https://ilhaad.com/2015/04/evolution-theory-and-islam/
8 -Ibid
9 - Ibid
10 -Surah Al Noor:45
11 - Biology 9, Punjab Textbook Board, Lahore, pg. 13
12- Surah Al Mursalat:20-23
13 - Surah Al Tariq: 5-7
14 - Biology 9, pg. 15, 16
15 -Ibid
16 -Ibid
17- https://www.ldoceonline.com/dictionary/spontaneous#:~:text=From%20Longman%20Dictionary%20of%20Contemporary,reaction%20was%20to%20run%20away.
18 Biology 9, pg. 18, 19